حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کو شعائر اللہ میں شامل کیا ہے
آپ محض اللہ تعالیٰ کے فضل کی تلاش میں سفر کر رہے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶؍دسمبر ۱۹۶۹ء بمقام جلسہ گاہ۔ ربوہ غیر مطبوعہ)

❁❁❁

☆ حقوق تو سب اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں مخلوق کا اس پر کیا حق۔

☆ تمام حقوق العباد علامات ہیں حقوق اللہ کی ادائیگی کی۔

☆ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قابل عظمت قرار دیا ہے۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد بھی شعائر اللہ میں سے ہے۔

☆ جلسہ سالانہ پر آنے والوں سے محبت، ملائمت اور پیار کا سلوک کرو۔

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَاالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۔ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا۔ وَلَايَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّوَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔

(المائدہ:۳)

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌلَّهٗ عِنْدَرَبِّهٖ...... فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ...... ۝ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَالَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ...... ۝ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآءُ هَاوَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَالَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَاهَدٰكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (الحج:۳۱ تا ۳۳۔۳۷،۳۸)

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اصولی طور پر دو ہدایتیں دی ہیں اور دو باتوں پر ہی اسلام نے زور دیا ہے اور وہی اسلام کی بنیاد ہیں۔ایک تو اسلام میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو جیسا کہ چاہئے ادا کرو دوسرے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کو جیسا کہ حکم ہے ادا کرو۔

حق تو سب اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں وہ خالق ہے مخلوق کا اس پر کیا حق؟ اور وہ مالک ہے۔مملوک کا اس پر کیا حق؟ لیکن یہ بھی اس کی بے پایاں رحمت اور احسانِ عظیم ہے کہ اس نے اپنے فضل سے اپنے بندوں کے حقوق قائم کئے اور حکم دیا کہ میں جن حقوق کو قائم کرتا ہوں ان حقوق کو قائم کرنا اور ان کی حفاظت کرنا تمہارے لئے ضروری ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تمام حقوق العباد علامات ہیں حقوق اللہ کی ادائیگی کی کیونکہ حقوق العباد کی ادائیگی یہ بتاتی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار اور اس کی اطاعت کرنے والا ہے۔ جب ہم کسی شخص کا، کسی جاندار کا یا کسی بے جان مخلوق کا حق ادا کرتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ اس مخلوق کے اپنی ذات میں کوئی حقوق تھے جنہیں ہم ادا کر رہے ہیں ہم ان حقوق کو اس لئے حقوق کہتے اور حقوق تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے ان حقوق کو قائم کیا ہے۔ اس بات کی وضاحت کے لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے زمانوں میں بھی خال خال ایسا کیا اور اُس وقت کے انسان کو یہ سمجھایا کہ حقوق العباد کی ادائیگی اس بنیاد پر ہی ہوسکتی ہے کہ اللہ کی اطاعت کی جائے اور اس طرح سمجھایا کہ عقل کوئی اور دلیل یا کوئی اور مصلحت تجویز نہیں کرسکتی تھی مثلاً اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے متعلق آپ کی قوم کو فرمایا کہ اسے کچھ نہیں کہنا، اب وہ اونٹنی اونٹوں میں سے ایک فرد تھی اُس کی یہ عزت اس کے اونٹنی ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے پیچھے یہ سبق تھا کہ تم میری اطاعت کرو اگر میں کہوں کہ اس اونٹ کی عزت کرنی ہے تو اگر تم میرے فرماں بردار ہو تو تمہیں اس اونٹ کی عزت کرنی پڑے گی۔

اس سبق کو بار بار یاد کرانے کے لئے اور اس لئے کہ ہم اطاعت باری پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں ہر سال لاکھوں اونٹ گائیں بھیڑیں اور بکریاں ہیں کہ جن کے متعلق اسلام میں اللہ تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ میں ان کو عزت دیتا ہوں اور تمہیں بھی ان کی عزت کرنی پڑے گی۔ شروع میں جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی مختلف عزتوں کو قائم کر کے یہ سبق دہرایا ہے اور اس نے یہ سبق بار بار دہرایا ہے اور ہمیں اس پر پختہ طور پر قائم رہنے کی طرف توجہ دلائی ہے چنانچہ فرمایا ہے لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ کے نشانوں کی بے حرمتی نہیں کرنی۔ شعائر کے معنی ہیں نشان اور علامات۔ اور نشانات اور علامات کے یہاں یہ معنی ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے نشانات اور علامات ہیں یہ اس کی فرماں برداری کے نشانات اور علامات ہیں اس کے علاوہ تمہیں اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں یہ علامت اور نشان قائم کر دیتا ہوں تم میرے حکم کی اطاعت کرو۔ یہ علامت اور نشان ایک ظاہری چیز ہوتی ہے جس کے اندر نہ تو عقل ہوتی ہے اور نہ شریعت اور انسانی فطرت اس کی کوئی بزرگی تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوتی ہے۔

خود اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ میں نے انسان کے علاوہ ہر مخلوق کو انسان کی خدمت پر لگایا ہوا ہے اور

جن چیزوں کو انسان کی خدمت پر لگائے جانے کا قرآن کریم بار بار اعلان کر رہا ہے انہی میں سے اللہ تعالیٰ بعض کو لے لیتا ہے اور کہتا ہے تم نے ان کی عزت کرنی ہے تم نے ان کا احترام کرنا ہے، تم نے ان کی بے حرمتی نہیں کرنی کیونکہ یہ نشان ہیں اگر کوئی سوال کرے کہ یہ کس چیز کا نشان ہیں تو ہم کہیں گے یہ اطاعت باری کا نشان ہیں۔

اس آیت میں حرمت کی بہت سی اقسام کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں جب چاہوں، جس وقت چاہوں اور جس زمانہ میں چاہوں کسی چیز کی حرمت اور اس کی عزت کو قائم کر دیتا ہوں مثلاً اس نے فرمایا میں نے شہر حرام کو حرمت اور عزت والا مہینہ بنایا ہے میں نے اسے شعائر اللہ سے بنایا ہے، اسے عظمت اور احترام والا مہینہ بنایا ہے۔ اب اس عزت اور حرمت کا تعلق زمانہ سے ہے اور اس میں ہمیں یہ سبق دیا گیا ہے کہ بعض زمانے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت معزز ہو جاتے ہیں اور جو ان زمانوں، مہینوں یا دنوں کی عزت اور احترام سے غافل ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے نیچے ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا پیار نہیں حاصل کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے اس جلسہ (جلسہ سالانہ) کو بھی عزت اور حرمت والا زمانہ قرار دیا ہے چنانچہ یہ فرمایا ہے کہ چونکہ یہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی، اس لئے جلسہ میں ضرور تشریف لائیں اور جو للہ سفر کیا جاتا ہے وہ عنداللہ ایک قسم عبادت کی ہوتا ہے۔ (مکتوب بصورت اشتہار بابت تحریک شمولیت جلسہ سالانہ قادیان ۱۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۳۴۰ تا ۳۴۲) پس خالی شہر حرام کی حرمت اللہ تعالیٰ نے قائم نہیں کی بلکہ اور زمانوں کی حرمت کو بھی اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے مثلاً اس سے بہت زیادہ حرمت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی قائم کی ہے آپؐ کی تمام مکی اور مدنی زندگی جو تھی وہ سارا زمانہ عزت اور احترام والا زمانہ تھا۔ جب آسمانوں سے فرشتوں کا نزول ہوتا تھا اور وہ بڑی کثرت کے ساتھ انسانوں میں اللہ تعالیٰ کی برکتیں بانٹ رہے ہوتے تھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بعض مکانوں کو عزت دے دیا کرتا ہوں۔ اب ان مکانوں کی اینٹوں اور گارا یا سیمنٹ اور شہتیر یا ری انفورس کنکریٹ کی جو چھت ہے اس کو تو کوئی عزت نہیں دیتا بلکہ انسان کے سامنے یہ بات ہونی چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اس مکان کو عزت والا مقام عطا فرمایا ہے اور ہمیں اس کی عزت کرنی پڑے گی۔ اگر تم یہ کہو کہ جس طرح کے مکان لاہور یا راولپنڈی یا پشاور یا کراچی یا لنڈن یا

واشنگٹن کے ہیں اسی طرح کے مکان مکہ کے مکان ہیں اسی طرح کے مکان مدینہ کے مکان ہیں یا نبی اکرم ﷺ کے مکان ہیں تو یہ غلط ہوگا کیونکہ بے شک ان سب مکانوں پر اینٹ اور گارا یا دوسرا میٹریل (Material) جو لگا ہے وہ ایک جیسا ہے لیکن ایک وہ گھر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عزت اور عظمت عطا نہیں کی اور ایک وہ مکان ہے جس کو اللہ تعالیٰ عزت اور احترام دیتا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ عزت اور احترام دے تمہیں اس کی عزت کرنی پڑے گی یہاں اس آیت میں چونکہ بیت الحرام کی عزت کا ذکر ہے اس لئے یہ حرمت مکان سے تعلق رکھنے والی ہے پھر انسان کی حرمت ہے اور پھر انسانوں میں سے مسلمان کی حرمت ہے اس حرمت کو بھی اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسے انسانوں کی حرمت کو بھی قائم کیا گیا ہے جو اپنے ربّ کے فضل اور اس کی رضا کی تلاش میں ہیں اب اللہ تعالیٰ نے یہ عام اصول وضع کر کے ہمارے سامنے رکھ دیا ہے اور ہمیں یہ کہا ہے کہ میرے بندوں میں سے ہر وہ بندہ جو میرے فضل کی تلاش میں ہے وہ میرے نزدیک معزز اور محترم ہے۔ تمہیں بھی اس کی عزت اور احترام کرنا پڑے گا اور اگر تم اس کی عزت نہیں کرو گے اس کا احترام نہیں کرو گے تو میری اطاعت کے دائرہ سے باہر ہو جاؤ گے۔

پھر بعض حرمتیں انسان کی قائم کی گئی ہیں مثلاً انسان کی یہ عزت اور حرمت قائم کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے کسی انسان پر ظلم نہیں کرنا (اسی آیت میں جو میں نے پڑھی ہے یہ مفہوم بیان ہوا ہے) اور کسی پر تعدی نہیں کرنی۔ پھر انسان کی یہ حرمت بیان کی کہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں اس سے تعاون کرنا اور نیکی اور بھلائی کے کام دو قسم کے ہوتے ہیں ایک کام تو دنیا سے تعلق رکھنے والے ہیں یعنی وہ کام دنیا کی معاش اور دنیا کی اقتصادیات سے تعلق رکھتے ہیں اور اس میں ایک مسلمان اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں ہوتا مثلاً اسلام نے ایک انسان کے اقتصادی حقوق قائم کئے ہیں اب اگر کوئی غیر مسلم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق یا کچھ فرق کے ساتھ (بہر حال نیکی کی طرف اس کی طبیعت مائل ہے) انسان کے اقتصادی حقوق کو قائم کرتا ہے تو مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اس سے تعاون کرے۔ کیونکہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى میں تعاون علی البر میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی شرط نہیں گو تعاون علی التقویٰ میں وہ شرط آجاتی ہے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاں غریب کے محتاج کے، ضرورت مند کے اور مظلوم کے سیاسی اور اقتصادی حقوق دینے کا سوال ہوگا وہاں جو کوئی تقویٰ کے اصول پر یعنی اللہ تعالیٰ سے خوف

کرتے ہوئے اور اس کی پناہ میں آ کر اور اس کی رضا کے حصول کے لئے یہ کام کرے گا ہر دوسرے مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کے ساتھ تعاون کرے اور پھر فرمایا کہ انسان کا یہ حق ہم نے قائم کیا ہے کہ جب وہ گناہ کرنے لگے تو تم نے اس سے تعاون نہیں کرنا۔ غرض انسان کی یہ حرمت بھی ہے کہ گناہ میں اس سے تعاون نہیں کرنا کیونکہ اس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے نیچے اور بھی زیادہ آ جائے گا اور اس میں مسلمان اور غیر مسلم سب برابر ہیں۔

پھر مسلمان کے متعلق یہ کہا کہ سات سَو حکم میں نے تمہیں دیا ہے ان میں سے ہر حکم کوئی نہ کوئی حق ادا کر رہا ہے۔ اسلام میں کوئی ایسا حکم نہیں جس کے نتیجہ میں کوئی حق بھی ادا نہ ہو رہا ہو۔ اسلام کے ہر حکم کے نتیجہ میں کوئی نہ کوئی خدا تعالیٰ کا قائم کردہ حق ادا ہو رہا ہے۔ پس کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کیلئے اور اس کی رضا کے حصول کے لئے اس کے بندے اس کے احکام بجا لائیں تو دوسرے ان کے ساتھ تعاون کریں۔ تعاون کی آگے پھر کئی شکلیں ہیں میں اس وقت تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ پہلی آیت جو میں نے تلاوت کی ہے وہ تو سورہ مائدہ کی ہے۔ سورہ حج کی آیات میں اس اصول کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ اصل چیز اطاعت ہے۔ ہر بندے کے حق کی ادائیگی کی روح اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اگر وہ نہیں تو پھر کوئی ثواب نہیں ہے۔

فرمایا وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ عزتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں یہ بڑی محبوب چیز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے محبت کرنے لگے گا اور ساتھ ہی یہ تنبیہ کر دی کہ بکری کی یا بھیڑ کی یا دنبے کی یا گائے کی یا اونٹنی کی اس لئے عزت نہیں کرنی کہ کوئی شرک کا سوال ہے۔ گائے کی عزت اس لئے نہیں کرنی کہ ہندوؤں کی طرح یہ سمجھا جائے کہ یہ گاؤ ماتا ہے یا یہ بھی ایک خدا ہے یا جو دوسرے جانور ہیں ان کے ساتھ بھی شرک نہیں آنا چاہئے اسی واسطے یہاں شرک کی نفی کی ہے اور شرک کے خلاف تعلیم دی ہے یعنی جہاں یہ فرمایا کہ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اور ساتھ ہی یہ کہہ دیا کہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ یعنی ان کو خدائی نہیں دینی ہاں ان کو خدا تعالیٰ کا مقررہ کردہ عزت اور احترام دینا ہے۔ یہاں اس فرق کو نمایاں کر دیا کہ شرک کسی خفیہ راستہ سے بھی انسان کے دل اور دماغ میں گھس کر اسے اندھیرا کرنے کی کوشش نہ کرے اور پھر فرمایا ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ

کے نشانوں کی عزت قائم کرتا ہے وہ اس لئے کرتا ہے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہے۔ وہ شرک کی وجہ سے ایسا نہیں کرتا یا کسی اور سبب سے بھی نہیں کرتا۔ اس کو یہ پتہ ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کی اطاعت میری روح ہے اور میری زندگی ہے۔ اس کی اطاعت سے باہر ہو کر نہ میری روح میں وہ حیات جس کے لئے وہ پیدا کی ہے پیدا ہو سکتی ہے اور نہ اسے کوئی بقاء مل سکتی ہے کوئی کہہ سکتا ہے کہ روح نے تو باقی رہنا ہے لیکن وہ کیا بقاء ہے جس کے متعلق قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ جہنم کے اندر نہ زندہ ہوں گے نہ مردہ ہوں گے اور اسی پر زور دینے کے لئے پھر فرمایا کہ ان کے گوشت اور ان کے خون خدا کے حضور عزت کے ساتھ پیش نہیں کئے جاتے تا ان پر کوئی ثواب ملے بلکہ تمہارے دل کا تقویٰ خدا کے حضور پیش ہوتا ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے اور جزا نکلتی ہے ان تمام چیزوں کو ہم نے تمہارے لئے مسخر کیا ہے اور پھر ان میں سے بعض کو تمہارے لئے ایک خاص وقت تک کے لئے عزت اور عظمت والا قرار دے دیا چنانچہ ان اونٹنیوں کو یا ان گائیوں کو یا ان بھیڑوں اور بکریوں اور دنبیوں کو جو قربانی کے لئے جارہی ہوتی ہیں اس وقت سے پہلے کہ ان کو قربان کیا جائے یعنی ان کی قربانی کا وقت آ جائے ان کی عزت قائم کی۔ پھر بعد میں ان کو ذبح کروا دیا یعنی ایک وقت میں کہا کہ اگر تم ان کی عزت نہیں کرو گے تو میں ناراض ہو جاؤں گا اور دوسرے وقت میں یہ کہا کہ اگر تم ان کو ذبح نہیں کرو گے اور ان کی جان نہیں لو گے تو میں تم سے ناراض ہو جاؤں گا۔ اور ہمیں بتایا سَخَّرَهَا لَكُمْ ہم نے ان کی اس قسم کی تسخیر کی ہے کہ تمہارے ہاتھ سے ہی ان کی زندگی قائم بھی رکھتے ہیں اور تمہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ بری نگاہ سے ان کی طرف نہ دیکھنا۔ گویا ایک زمانہ جانور پر یہ آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے ان کی طرف بُری نگاہ سے نہ دیکھنا اور پھر اس پر وہ زمانہ بھی آتا ہے جب خدا تعالیٰ کہتا ہے تم چھری سے ان کو ذبح کر دو پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک وقت تک تمہارے ہی ہاتھ سے میں ان کو زندہ رکھتا ہوں اور پھر تمہارے ہاتھ سے ہی ان کی موت کے سامان پیدا کر دیتا ہوں۔ سَخَّرَهَا لَكُمْ اور یہ اس لئے کیا کہ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اور اس کا جلال موجزن ہو اور تم خدا تعالیٰ کی حمد کرو کہ کس طرح اس نے ہمیں تمام جھمیلوں سے بچا کر اپنے قدموں پر لا کر بٹھا دیا ہے اور کامل اور حقیقی اور ہمیشہ رہنے والی ہدایت تمہارے ہاتھ میں دی ہے وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ اور جو محسن تمام اعمال کو حسن کے ساتھ اور توجہ کے ساتھ اور تقویٰ کے ساتھ اور ایثار کے ساتھ اور قربانی کے جذبات کے ساتھ اور اپنے آپ کو لَاشَيْ محض سمجھنے

کے ساتھ کرتے ہیں ان کو بشارتیں دے دواور چونکہ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ میں بشارت کی تعیین نہیں کی اس لئے ہم اس کے یہ معنی کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر قسم کی بشارتیں ان کو ملیں گی۔

اسی مضمون کو نبی اکرم ﷺ نے اپنی آخری وصیت میں بیان کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حرمتوں اور اس کے شعائر کی طرف توجہ دلائی ہے (کتاب الحج باب الخطبة ایام المِنٰی) کیونکہ لغت عربی میں شعائر (جو شعیرہ کی جمع ہے) کے معنی ہیں كُلُّ مَاجُعِلَ عَلَمًا لِطَاعَةِ اللّٰهِ یعنی وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے بطور نشان قائم کیا جائے اور قرآن کریم کی زبان میں شعیرہ (اس کی جمع شعائر ہے) کے معنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے نشان کے علاوہ اس نشان کے بھی ہیں جو صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں کو خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کے حملہ سے قیامت تک کے لئے محفوظ قرار دیا ہے۔ (کتاب الحج باب الخطبة ایام المِنٰی) دوسرے مذاہب گو اصل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی تھے لیکن اب ان کی شکل بدل چکی ہے اور وہ محرف شکل میں ہمارے سامنے ہیں۔ ان میں بہت محدود صداقت پائی جاتی تھی اور وہ مختص القوم اور مختص الزمان تھے بعد میں ان میں انسانی ہاتھ نے بڑا ردّ و بدل کیا اور ان کی شکل کو مسخ کر دیا۔ بہر حال جس شکل میں بھی دوسرے مذاہب ہمارے سامنے ہیں۔ میں تحدی کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان میں سے کسی مذہب نے اپنے مذہب سے باہر والوں کی جان و مال کی حفاظت نہیں کی اور نہ ان کے جذبات کا خیال رکھا ہے نہ ان کی عزتوں کی حرمت کو پہچانا ہے ان کے مقابلہ میں اسلام میں یہ بڑا حسن پایا جاتا ہے کہ اس نے انسان کی عزت اور اس کی جان اور اس کے مال کی حفاظت کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ قرآن کریم یہ نہیں کہتا کہ ایک مسلمان کی ناحق جان نہ لینا ہاں اگر ایک غیر مسلم کی جان ناحق لے لو تو ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے قرآن کریم اس قسم کی تعلیم نہیں دیتا، اسلام یہ نہیں سکھاتا، اسلام تو یہ کہتا ہے کہ کوئی مسلم ہو یا غیر مسلم، توحید پرست ہو یا دہریہ خدا تعالیٰ کو گالیاں نکالنے والا، انسان ہونے کے لحاظ سے وہ سب برابر ہیں اگر کوئی خدا تعالیٰ کو گالیاں دیتا ہے تو خدا تعالیٰ اس سے انتقام لے گا اور اسے سزا دے گا لیکن تمہارا یہ فرض ہے کہ اس شخص کی بھی جان نہیں لینی، اس کا مال بھی غصب نہیں کرنا اس کے ساتھ بھی دھوکا کا معاملہ نہیں کرنا، اس کے جذبات کو بھی ٹھیس نہیں لگانی، اس کی وہ عزت اور احترام کرنا ہے جو انسانیت کی عزت اور احترام ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ

نے اس طرف توجہ دلائی اور نبی اکرم ﷺ کے منہ سے یہ کہلوایا کہ تم سن رکھو اور اسے یاد رکھو کہ اپنی بیویوں سے ہمیشہ اچھا سلوک کرنا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کی نگہداشت تمہارے سپرد کی ہے عورت کمزور وجود ہوتی ہے اور اپنے حقوق کی خود حفاظت نہیں کر سکتی۔ تم نے جب ان کے ساتھ شادی کی تھی تو تم نے خدا تعالیٰ کو ان کے حقوق کا ضامن بنایا تھا اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات کا ضامن ٹھہراتا ہے کہ اس کی اس ضمانت کی وجہ سے جس کا واسطہ دے کر تم نے یہ ذمہ داری لی تھی عورتوں کے حقوق کی پوری طرح نگہداشت کرنا، ان سے حسن سلوک کرنا، ان کی کمزوریوں کو وجہ طعن نہ بنانا بلکہ اس وجہ سے انہیں رحم اور حسن سلوک کا مقام ٹھہرانا۔

پھر دنیا میں ہمیشہ ہی انسان جنگیں بھی لڑتے آئے ہیں کبھی جائز اور کبھی ناجائز۔ جائز جنگ کے نتیجہ میں بھی جو جنگی قیدی مسلمان کے ہاتھ میں تھے ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہوئے ایک مسلمان سے کہا کہ تمہارے ہاتھوں میں ابھی کچھ جنگی قیدی بھی باقی ہیں میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو وہی کھلانا جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو کیونکہ وہ بھی خدا کے بندے ہیں اور ان کو تکلیف دینا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ اے لوگو! جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں تم اچھی طرح اس کو یاد رکھو۔

پھر انسانی شرف کو اصولی طور پر قائم کرنے کے لئے یہ اعلان کیا کہ تم انسان خواہ کسی قوم اور حیثیت کے ہو انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو اور پھر یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اس طرح ملا دیا اور کہا جس طرح ان دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں برابر ہیں اسی طرح تم بنی نوع انسان (مسلمان نہیں) آپس میں برابر ہو۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

میں نے بتایا تھا کہ زمانہ اور مکان اور مخلوق کی حرمتوں کو اللہ تعالیٰ نے قائم کر کے ہر اس چیز کو، ہر اس مخلوق کو اور ہر اس انسان کو جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے حکم دیا اور اس کے حق کو قائم کیا ہے شعائر اللہ بنا دیا یعنی اس بات کی علامت بنا دیا کہ تم مسلمان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہو یا حکم عدولی کرتے ہوئے اس کی اطاعت سے باہر نکلتے ہو اور اس کے غضب کے دائرہ کے اندر داخل ہوتے ہو۔ آپؐ نے فرمایا جس طرح یہ دن مقدس ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اس کے مال اور عزت و ناموس کو مقدس قرار دیا ہے۔ شعائر اللہ بنا دیا ہے اور کسی کی جان اور کسی کے مال اور کسی کی عزت پر حملہ کرنا ایسا ہی

ناجائز ہے جیسا کہ اس مہینے اور اس علاقے اور اس دن کی ہتک کرنا پھر آپ نے فرمایا یہ حکم آپ کے لئے نہیں، کل کے لئے نہیں بلکہ اس دن تک کے لئے ہے کہ تم خدا سے جا کر ملو پھر فرمایا یہ باتیں جو میں آج تم سے کہتا ہوں ان کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤ کیونکہ ممکن ہے کہ جو لوگ آج مجھ سے سن رہے ہیں ان کی نسبت وہ لوگ ان پر زیادہ عمل کریں جو مجھ سے آج نہیں سن رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اور آپ سے پہلے جو چھوٹے چھوٹے اولیاء امت گذرے ہیں انہوں نے بھی اپنے اپنے وقت میں بہت ساری چیزوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکام کی روشنی میں یہ اعلان کیا کہ یہ شعائر اللہ ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی حرمت اور عزت قائم کی ہے اس اصول کے مطابق مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو میرے فضل کی تلاش میں ہے وہ میری عزت اور میری حرمت کے دائرہ کے اندر ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جلسہ سالانہ کو شعائر اللہ میں شامل کیا ہے کیونکہ ایک تو یہ وہ زمانہ ہے جس میں ہم صرف اللہ اور رسول کی باتیں سننے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ یہاں اس اجتماع میں ہماری اپنی کوئی ذاتی غرض اور مقصد نہیں ہے پھر لوگ ہر قسم کی تکالیف اٹھا کر محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے حصول کے لئے مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے یہاں آ رہے ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی تلاش میں سفر کر رہے ہوتے ہیں اور اسی کی طرف پہلی آیت جو میں نے پڑھی تھی اشارہ کر رہی ہے۔

میں نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قابل عظمت قرار دیا ہے پھر انسانوں میں سے بعض انسان ایسے ہیں کہ جن کی عزت اور عظمت کو حق طور پر خدا تعالیٰ قائم کرتا ہے۔ سب سے زیادہ معزز اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزتوں کی تقسیم کا سرچشمہ اور منبع تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے آپؐ کی اُمت میں آپ ہی کے منشاء کے مطابق اور بھی ایسے وجود پیدا ہوئے جن کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عزت اور عظمت عطا کی تھی۔ کون یہ خیال کر سکتا ہے کہ اس شخص کو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں کوئی عزت اور عظمت نہیں جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳۰۰ سال پہلے اپنا سلام بھجوایا تھا ۱۳۰۰ سال پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ایک پیارا اپنے اس روحانی فرزند کے لئے جوش مار رہا تھا اور اس جوش کے نتیجہ میں آپ نے کہا کہ جب وہ آئے تو اپنی طرف سے تم نے اسے سلام پہنچانا ہی ہوگا۔ میری طرف سے بھی اسے سلام

پہنچا دینا۔(طبرانی الاوسط والصغیر)

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں اپنی اولاد (روحانی) میں سے جو وجود اس قدر عزت اور احترام رکھتا ہے کہ آپ اسے سلام بھیجتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ صاحب عزت واحترام نہیں وہ یقیناً صاحب عظمت واحترام ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جو مختلف نشان دیئے اور علامات دیں اور آپ نے جو پیشگوئیاں فرمائیں اور جو وقت کی ضرورت کے مطابق اسلام کے تقاضے آپ نے بتائے وہ سب شعائر اللہ میں شامل ہیں کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے شعائر اللہ کے معنی ہیں وہ علامات جو یہ بتاتی ہیں کہ ان کی عزت کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہے اور ان کی بے حرمتی کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مبشر اولاد کے متعلق بھی ایک فقرہ میں یہ بتایا ہے کہ یہ شعائر اللہ ہیں اور ان کی عزت کرنا ہر احمدی کے لئے ضروری ہے جیسے نبی اکرم ﷺ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام بھجوایا تھا اسی سے ملتا جلتا یہ فقرہ ہے آپ فرماتے ہیں کہ:۔

”یہ لڑکے چونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہیں.......... اس لئے میں اللہ تعالیٰ کے ان نشانوں کی قدر کرنی ضروری سمجھتا ہوں“۔ (الحکم ۱۰؍اپریل ۱۹۰۳ء)

اب جس بات کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرض سمجھتے ہیں آپ کے جو متبع، پیرو اور آپ کی بیعت میں شامل ہیں وہ بات ان پر بھی فرض ہے جو اس سے انکار کرتا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع سے انکار کر رہا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت میں داخل ہونے والوں میں سے کمزوروں کی عزت اور احترام کو قائم کیا ہے بعض دفعہ شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ چونکہ دس سال یا پندرہ سال یا بیس سال کی تربیت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں ایک مقام پر پہنچ گیا ہوں اس لئے جو شخص آج اسلام میں یا سلسلہ عالیہ میں داخل ہوا ہے اور اس کی وہ تربیت نہیں جو میری ہے اس پر میں کوئی فضیلت رکھتا ہوں اور میرا یہ حق ہے کہ میں اس کی تحقیر کروں۔ یہ شیطانی وسوسہ ہے میرے منہ سے جو حقیقت تھی وہ نکلی تھی لیکن وسوسہ اندازی کے نتیجہ میں دل میں جو خیال پیدا ہوتا ہے اس سے ”اللہ کے فضل سے“ کے الفاظ

کاٹ دو بہر حال وہ سمجھتا ہے کہ میں شاید اپنے زور اور اپنی طاقت سے اس مقام تک پہنچا ہوں اور دس پندرہ سالہ تربیت کے نتیجہ میں پہنچا ہوں اور چونکہ میں اپنے زور اور اپنی طاقت اور اپنے مجاہدہ اور اپنی دعاؤں اور اپنی قربانیوں کے نتیجہ میں جن میں خدا کے فضل کا دخل نہیں اس مقام تک پہنچا ہوں اس لئے مجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ جو لوگ کل یا پرسوں یا ترسوں یا دس دن پہلے یا دو ماہ پہلے یا سال پہلے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں یا اسلام میں داخل ہوتے ہیں ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھوں اور ان پر سختی کروں اور طعن و تشنیع کروں حالانکہ جس وقت وہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں اس وقت سب سے بڑا فضل جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کیا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو اس بات کے لئے تیار کر دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تربیت گاہ سے تربیت حاصل کریں کیونکہ باہر سے تو وہ تربیت حاصل کر کے آئے نہیں اور تربیت انہوں نے آہستہ آہستہ حاصل کرنی ہے۔

بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں ان لوگوں کا بڑا خیال تھا جو اس وقت کچھ عرصہ پہلے سلسلہ میں داخل ہوئے یا آپ کو پتہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بشارت دی تھی کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقیات کا زمانہ اس وقت تک ممتد ہے کہ ساری دنیا کے انسان باستثناء چند کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو جائیں گے اور ان بشارتوں کی وجہ سے آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کچھ لوگوں نے پانچ سال یا دس سال تک میری تربیت حاصل کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ مجھے ان کی تربیت کرنے کی توفیق ملی اور ان کو میری تربیت قبول کرنے کی توفیق دی اور اپنے قرب کی راہیں ان پر کھولیں اور انہیں اپنے قریب کر لیا اور اپنی درگاہ میں انہیں معزز کر دیا اور اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کر لیا۔ جو اسلام میں یا سلسلہ عالیہ احمدیہ میں کل داخل ہوئے یا جو کل داخل ہوں گے ان کی تو ابھی یہ حالت ہو گی ممکن ہے کہ شیطان اس راہ سے میری جماعت میں داخل ہو اور ان کے اندر کبر اور غرور پیدا کرے اور نئے آنے والوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگے اور اسی طرح بنی نوع انسان پر اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو مشکل بنا دیا جائے اس خیال کے ماتحت آپ نے فرمایا کہ یہ دستور ہونا چاہئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور ان کو طاقت دی جاوے۔ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۰ تا ۲۲)

اسی طرح قرآن شریف میں آیا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۔ کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ، عملی، ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ، بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو، کوئی جماعت، جماعت نہیں ہو

سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے اس کی یہی صورت ہے کہ ابتداء میں ان کی پردہ پوشی کی جائے۔ صحابہؓ کو یہی تعلیم ہوئی کہ نئے مسلمانوں کی کمزوریاں دیکھ کر چڑو نہیں کیونکہ جب تم اسلام میں داخل ہوئے تھے تم بھی ایسے ہی کمزور تھے۔ اسی طرح یہ ضروری ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت اور ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔ کس قدر شفقت ہے نئے آنے والوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں اور یہ اس لئے کہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی عزت اور احترام کی مہر لگ جاتی ہے اور خدا دنیا کو یہ کہتا ہے کہ یہ میرا مکرم اور محبوب بندہ ہے دنیا اس میں کمزوریاں دیکھتی ہے اور وہ عَلَّامُ الْغُيُوْب اس مقام کو دیکھ رہا ہے کہ جہاں وہ ایک وقت میں اپنے خون اور جان کو فدا کر کے پہنچنے والا ہے اور جو شخص اس طرح پر اپنی قربانیوں اور مقبول مجاہدات کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی نگاہ میں عزت پانے والا ہے آج میرا اور تمہارا یہ حق نہیں ہے کہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیں۔ پس نئے آنے والوں سے محبت اور ملائمت اور پیار کا سلوک کرو جو شخص ایسا نہیں کرتا وہ اس حکم کو اچھی طرح نہیں سمجھتا جو شعائر اللہ کی عظمت اور احترام کے لئے دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم اور معرفت اور عملِ مقبول کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

☆......☆......☆